محمدعثمان علی:
السلامُ علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ❤
باغ فدک کا مسئلہ
میرا پوری دنیا کے شیعوں کو چیلنج ہے کہ میرے ان حوالوں کو غلط ثابت کر دیں
باغِ فدک کا جھگڑا

حضرت عمرفاروق رضی اللہ عنہاور اہلِ بیت کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ کے تعلقات کا بیان کرنے سے قبل ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ کچھ دیر رُک کر اس سوال پر غور کرلیں جو اِن حضراتِ گرامی و ذی وقار کے مابین وجہٗ اختلاف ہے۔ اگر ان حضرات میں جیسا کہ گزر چکا ہے، باہم اس قدر محبت و گرویدگی تھی تو فدک کا جھگڑا کیا ہے؟ جسے منافقین و فتنہ جو اور امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن، عرصۂ دراز سے بھڑکا رہے ہیں، اپنے ناپاک مقاصد اور خود غرضیوں کے لیے اسے بڑھا چڑھا کر اک دھوم مچا رکھی ہے۔ چاہتے ہیں کہ اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم ، بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت اور عام مسلمانوں کے درمیان بُعد و افتراق، پھوٹ اور اختلاف ثابت کر یں۔ دراصل وہ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اہلِ بیت ایک طرف تھے اور مہاجرین و انصار میں سے ''السابقون الاولون' ' اور پوری امت دوسری طرف۔
اللہ کی قسم! ایسا بالکل نہ تھا یہ مسئلہ اتنا بڑا اور اہم ہرگز نہیں تھا جتنا ان لوگوں نے صرف طعن و تشنیع کے لیے کردیا ہے۔ جھگڑا صرف اتنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال فرما جانے

کے بعد لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت اور مسلمانوں کی امارت کے لیے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرکے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ بنا دیا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ کے پاس بھیجا گیا کہ آپ فدک میں سے اپنی میراث کا سوال کریں، جو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا تھا۔1

----

1 ''فدک'' خیبر کا ایک قصبہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ حجاز کا ایک کنارہ ہے جس میں چشمہ اور کھجوروں کے درخت ہیں، یہ اللہ نے اپنے نبی کو عطا کیا تھا۔ (لسان العرب ج ص ۴۷۳)

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو جواب میں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہم (یعنی انبیائ علیہما السلام) میراث نہیں چھوڑتے، ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے، آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس مال میں سے حصہ دیا جاتا ہے ... اللہ کی قسم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات میں اپنی طرف سے کوئی تغیر نہیں کرسکتا۔ تمام صدقات اسی طرح رہیں گے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں تھے۔ میں بھی ان صدقات کو انہی مصارف میں استعمال کروں گا، جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم استعمال کیا کرتے تھے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں اپنے اقرباء سے صلہ رحمی کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرباء سے صلہ رحمی کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔
جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات بتائی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مطالبہ سے رجوع کرلیا اور پھر تاحیات اس مسئلہ پر کوئی بات نہیں کی، بلکہ شیعہ حضرات کی اپنی روایات میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ اس پر راضی ہوگئیں۔ مشہور شیعہ مصنف 2

----

2 اس کا نام کمال الدین میثم بن علی یثم البحرانی ہے۔ ساتویں صدی ہجری میں پیدا ہوا۔ ''عالمِ ربانی، فلسفی، محقق، صاحبِ حکمت اور نہج البلاغۃ کی شرح کا مصنف ہے۔ محقق طوسی سے روایت کرتا ہے... کہا گیا ہے کہ خواجہ نصیر الدین طوسی نے فقہ کمال الدین میثم سے اور میثم نے حکمت خواجہ سے پڑھی تھی۔ ۶۷۹ھ میں وفات پائی اور ماحوذ کے قریب ایک بستی ہلتا میں دفن ہوا۔'' (الکنی والالقاب ج ۱ ص ۴۱۹)
اسی نے کہا تھا (اشعار)
''میں نے علوم و فنون اس لیے چاہے تھے کہ اس سے برتری حاصل کروں''
''مجھے بس اسی قدر ملا کہ اسی تھوڑے سے میں بلند ہوگیا''
''مجھے معلوم ہوگیا کہ سب کے سب محاسنفرع ہیں اور حقیقت میں مال ہی اصل ہے''
''اس کی ایسی ایسی عجیب تصنیفات ہیں جن کے بارے میں زمانے میں سے کسی نے بھی نہیں سنا اور نہ ہی بڑے بڑوں میں

سے اُسے پاسکا ہے۔'' (روضات الجنات ج ۲ ص ۲۱۸ اور مابعد)

ابنِ میثم ''نہج البلاغۃ'' کی شرح میں یہ روایت لکھتا ہے:
''ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا، جو آپ کے والد محترم کا تھا وہ آپ کا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک میں سے آپ کے لیے کچھ رکھ لیا کرتے تھے، باقی اللہ کے راستہ میں تقسیم کردیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم می

ں آپ کے ساتھ ویسا ہی کروں گا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ یہ سن کر فاطمہ رضی اللہ عنہا خوش ہوگئیں اور اس بات کا آپ سے عہد لے لیا۔'' 1

----

1 ''شرح نہج البلاغۃ '' لابنِ میثم البحرانی ج ۵ ص ۷ مطبوعہ طہران۔

اس جیسی روایت دنبلی نے اپنی شرح ''الدرۃ النجفیہ'' میں بیان کی ہے۔ 2

----

2 شرح نہج البلاغۃ ج 5 ص ۳۳۱۔ ۳۳۲ ۔ ایران۔

شیعہ حضرات کو یہ گوارا نہیں کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اتنی آسانی سے اس فیصلہ پر راضی ہوجائیں۔ انہوں نے صفحوں پر صفحے سیاہ کردیے، بیشمار کتابیں اس پر لکھ ماری ہیں، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں بکیں۔ طعن و تشنیع کے تیر برسائے، آپ کو کافر، فاسق، مرتد اور اسلام سے خارج کہا، لکھا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اہلِ بیت پر ظلم کرتے اور ستم ڈھاتے تھے۔ یہ معاملہ جن سے متعلق تھا، انہوں نے ایک دوسرے کو کچھ نہ کہا، زیادہ نہ کم۔ اور یہ بدبخت اپنی طرف سے ان پر الزام تراشیاں کرتے ہیں۔ ہم شیعہ حضرات کی اپنی کتابوں سے اس بات کو ثابت کریں گے بلکہ خود اُن کے ائمہ نے تسلیم کیا ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صرف یہ بات زبان ہی سے نہیں کہی بلکہ اپنے عمل سے اس کو پورا کیا ہے۔ ابنِ میثم، دنبلی، ابنِ ابی الحدید، اور معاصر شیعہ مصنف فیض الاسلام علی نقی نے یہ روایت نقل کی ہے:
''ابوبکر رضی اللہ عنہ باغِ فدک کے غلہ میں سے اتنا حصہ اہلِ بیت کو دے دیا کرتے تھے جو ان کی ضروریات کے لیے کافی ہوتا۔ باقی سب تقسیم کردیا کرتے، آپ کے بعد عمر رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے، عثمان رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے اور ان کے بعد

علی رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔'' 1

1''شرح نہج البلاغۃ'' لابنِ ابی الحدید ج ۴۔ ''شرح نہج البلاغۃ'' لابنِ میثم البحرانی ج ۵ ص ۱۰۷۔ ''الدرۃ النجفیۃ'' ص ۳۳۲ ''شرح النہج'' فارسی لعلی نقی ج ۵ ص ۹۶۰۔'' مطبوعہ طہران۔

اور یہ لوگ اس پر راضی بھی کیوں ہوں؟ ان میں سے مجلسی نے لکھا ہے: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا اہلِ بیت ِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فدک کو غصب کرلینا سب سے بڑی آفت اور سب سے بڑا حادثہ ہے... المناک اور کرب انگیز بات یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین کی خلافت غصب کرلی۔ مہاجرین اور انصار سے جبری بیعت لے لی۔ فدک اہل بیت سے اس اندیشہ کی بناء پر چھین لیا کہ اگر ان کے پاس رہے گا تو لوگ مال کے لالچ میں ان کی طرف میلان رکھیں گے اور ان ظالموں (یعنی ابوبکر اور ان کے ساتھیوں) کو چھوڑ دیں گے۔ ان کو اس حد تک فقر و غربت میں مبتلا کردیا کہ ان کے پاس کچھ بھی نہ بچا۔ یہ چاہتے تھے کہ لوگوں کو ان کی طرف کوئی میلان و دلچسپی نہ رہے کہ کہیں لوگ ان کی باطل خلافت کو نہ توڑ دیں۔ اسی لیے یہ لوگ من گھڑت اور ناپاک یہ روایت پیش کرنے لگے کہ ہم انبیاء کی جماعت وراثت نہیں چھوڑتے۔ ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔'' 2

---

2 گالی گلوچ اور دشنام طرازی میں مجلسی جیسا بے باک کم ہی ہوگا۔ وہ نبی کے کسی بھی صحابی کا ذکر لعن طعن اور تکفیر و تفسیق کے بغیر نہیں کرتا۔ اس نے فدک کی بحث میں لکھا ہے کہ جب ابوبکر نے فاطمہ سے اس بات پر گواہ طلب کیے کہ فدک ان کا ہے، تو علی نے ابوبکر سے کہا: کیا تو گواہ طلب کرتا ہے؟ کیا گواہ ہی سب کچھ ہیں؟ آپ نے کہا: ہاں، اس پر علی نے آپ سے کہا، اگر گواہ گواہی دے دیں کہ فاطمہ نے زنا کیا ہے تو تُو کیا کرے گا؟ آپ نے کہا: میں دوسرے تمام لوگوں کی طرح اس پر بھی حد قائم کروں گا (عیاذاً باللہ) (حق الیقین للمجلسی ص ۱۹۳) دیکھئے کس قدر جرأت و بیباکی ہے۔ ذرا شرم نہیں آتی۔
3''حق الیقین'' فارسی للملا مجلسی ص ۱۹۱ بعنوان ''مطاعن ابی بکر'' ۔

کتنے ہی گمراہ لوگ اس کے پیچھے پیچھے چلتے گئے؟ کینہ رکھتے ہوئے ان واقعات پر جو وقوع پذیر نہیں ہوئے۔ قوم کے بیوقوف افراد نہیں جانتے کہ جس گھر کو وہ مکڑی کے جال کی طرح بن رہے ہیں، حق کے ایک ہی جھکڑ کے سامنے اس کا وجود صفحۂ ہستی سے مٹ جائے گا۔

یہ روایت جسے انہوں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حسد و کینہ کی بناء پر رد کردیا ہے،

نہیں جانتے کہ ان کے پانچویں معصوم امام نے اسے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اور خود ان کی اپنی کتاب میں موجود ہے، ہاں ہاں! ان کی اپنی کتاب ''الکافی'' میں، جسے وہ سب سے صحیح کتاب سمجھتے ہیں اور جس کے بارے میں کہتے ہیں، ''شیعہ کے لیے یہ کتاب کافی ہے۔'' اسی کتاب میں کلینی نے حماد بن عیسیٰ سے ، حماد بن عیسیٰ نے قداح سے ابوعبداللہ کی روایت نقل کرتے ہوئے کہا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو علم کو تلاش کرتے ہوئے علم کے راستے پر چلے، اللہ اسے جنت کے راستے پر چلا دیتا ہے... اور عالم کی فضیلت عبادت گزار پر ایسی ہے، جیسے چودھویں کا چاند سارے ستاروں سے افضل ہے۔ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں جو دینار و درہم وراثت میں نہیں چھوڑتے لیکن علم کی میراث چھوڑتے ہیں، جو اس میں سے کچھ حاصل کرلے اس نے بہت کچھ حاصل کرلیا۔'' 1

---

1 ''الاصول من الکافی'' کتاب فضل العلم، باب ثواب العالم والمتعلم ج ۱ ص ۳۴۔

جعفر ابوعبداللہ نے ایک اور روایت میں کہا ہے: ''علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور ان کا مالِ میراث درہم و دینار نہیں ہوتا، انہیں انبیاء علیہم السلام کی احادیث میراث میں ملتی ہیں۔''2

---

2 ''الاصول من الکافی'' باب صفۃ العلم وفضلہ وفضل العلماء ج ۱ ص ۳۲۔

مجلسی اور اس جیسے دیگر اصحابِ ضلال کے پاس ان روایات کا کیا جواب ہے؟ فارسی کا ایک شعر ہے جس کا مفہوم ہے کہ:

''اگر یہ گناہ کی بات ہے تو پھر تمہارا شہر بھی اس گناہ سے خالی نہیں۔ ''

اس کے علاوہ بھی دو روایتیں ہیں جن سے اس روایت کی تائید ہوتی ہے، ان روایات کو بھی اس نے روایت کیا ہے جسے شیعہ قوم ''صدوق'' کے نام سے پکارتی ہے۔

''ابراہیم بن علی رافعی نے اپنے باپ سے، اس نے اپنی دادی بنت ابی رافع سے روایت کیا ہے وہ کہتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات میں فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں بیٹوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور کہنے لگیں،

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں آپ کے بیٹے ہیں، ان کو اپنی کچھ میراث دے دیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' حسن رضی اللہ عنہ کے لیے میری ہیبت اور بزرگی ہے اور حسین رضی اللہ عنہ کے لیے میری جرأت اور میری سخاوت۔'' 1

---

1 ‘‘کتاب الخصال’’ از قمی ص ۷۷۔

دوسری روایت میں ہے: ‘‘فاطمہ علیہا السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کے دو بیٹے ہیں، انہیں کچھ عطا کیجیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ‘‘حسن رضی اللہ عنہ کو میں نے اپنا رعب اور بزرگی دی اور حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی سخاوت اور شجاعت۔’’ 2

‘‘کتاب الخصال’’ از قمی ص ۷۷

مجلسی اور دیگر شیعہ حضرات یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے باغِ فدک آپ کو اس لیے نہیں دیا تھا کہ وہ علی رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت کو مفلس و قلاش کردینا چاہتے تھے تاکہ لوگ مال و دولت کے لالچ میں ان کی طرف راغب نہ ہو جائیں۔ ہمیں ان پر اور ان کی عقلوں پر افسوس ہوتا ہے کہ یہ لوگ علی رضی اللہ عنہ اور اہلِ بیت کو اس آخری زمانے کے حکمرانوں جیسا سمجھتے تھے جو دولت کے بل بوتے پر مال اور رشوت دے کر بڑے بڑے عہدے حاصل کرتے ہیں۔ اگر بالفرض یہ بات بھی تھی تو مال کی وافر مقدار ان کے پاس موجود تھی، دیکھئے کلینی اس کا ذکر کرتا ہے۔ قومِ شیعہ کے دسویں امام ابو الحسن سے روایت ہے کہ سات باغات فاطمہ علیہا السلام کے لیے وقف تھے۔ وہ باغات یہ ہیں:
(0) دلال (۲) عوف(۳) حسنی (۴) صافیہ (۵) مالامِ ابراہیم (۶) مثیب (۷) برقہ۔ 3

3کتاب الوصایا ‘‘الفروع من الکافی’’ ج ۷ ص ۴۷۔ ۴۸۔

جو سات باغات کا مالک ہو اس کے پاس دولت کی کمی ہوگی؟
کیا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا سمجھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرکاری مال کو اپنی ذاتی ملکیت بنالیا تھا؟ عقلِ سلیم اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ اِس دور میں بھی، جو لوٹ کھسوٹ کا دور ہے، دین سے بیگانگی اور حرام و حلال سے بے پرواہی کا دور ہے، اس دورِ پرفتن میں بھی بادشاہ اور

حکام جب زمین کے کسی ٹکڑے کے حاکم بن جاتے ہیں یا اسے فتح کرلیت

ے ہیں تو دوسروں کو فراموش کرکے سب کچھ اپنی ذاتی ملکیت نہیں سمجھ لیتے، بلکہ مال کو ملک و ملت کے لیے، رعایا کی بہبود کے لیے اور عوام کی ہر قسم کی ضروریات پر صرف کرتے ہیں۔ میری جان اور میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ، کیا یہ لوگ انہیں ایسا سمجھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو سب لوگوں پر ترجیح دیتے تھے؟ اللہ کی قسم! یہ افتراء و بہتان ہے۔ اللہ کا مہربان و عظیم رسول ان گھٹیا جذبات سے بلند تر اور پاک تھا۔
ایک اور چیز بھی قابلِ غور ہے کہ اگر فدک کی زمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تھی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اکیلی ہی اس کی وارث تو نہ تھیں، ابوبکر صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما کی بیٹیاں بھی اس کی وراثت میں شریک تھیں، اگر ابوبکر صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس وراثت سے محروم رکھا تو اپنی بیٹیوں کو بھی تو محروم رکھا۔ ان کے علاوہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ بھی زندہ تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثاء میں وہ بھی شامل تھے۔
یہ بھی وضاحت کرتے چلیں دیں کہ یہ اعتراض کرنے والے بیچارے شیعہ حضرات اتنا بھی نہیں جانتے کہ ان کے مذہب میں عورت کو غیر منقولہ جائداد اور زمین کی وراثت میں کوئی حصہ نہیں ملتا۔ ان کے محدثین نے اس مسئلہ کو مستقل ابواب و عنوانات کے تحت بیان کیا ہے۔ دیکھیے کلینی نے ایک مستقل باب اس عنوان سے لکھا ہے: ‘‘عورتوں کو غیر منقولہ مالِ وراثت میں سے کچھ بھی نہیں ملتا’’ اس عنوان کے تحت اس نے متعدد روایات بیان کی ہیں۔
ان کے چوتھے امام ... ابو جعفر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا: ‘‘عورتوں کو زمین اور غیر منقولہ مالِ وراثت میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا۔’’ 1

1‘‘الفروع من الکافی’’ کتاب المواریث ج ۷ ص ۱۳۷۔

ابنِ بابویہ قمی صدوق نے اپنی صحیح ‘‘من لا یحضرہ الفقیہ’’ میں یہ روایت بیان کی ہے:
‘‘ابو عبداللہ جعفر کی روایت ان کے پانچویں امام کی روایت میسر نے بیان کی ہے کہ

میں نے آپ سے (یعنی جعفر سے) عورتوں کی میراث کے بارے میں پوچھا؟ آپ نے کہا: جہاں تک زمین اور غیر منقولہ جائداد کا تعلق ہے، اس میں عورتوں کی میراث نہیں۔’’ 1

---

1 الفروع من الکافی کتاب الفرائض والمیراث ج ۴ ص ۳۴۷۔

اسی طرح اور بہت سی روایات بھی بیان کی گئی ہیں جن کی بناء پر اُن کے علماء نے اتفاق کیا ہے کہ زمین اور غیر منقولہ جائداد میں عورتوں کو میراث نہیں دی جاتی۔ 2

---

2 مزید تفصیل کے لیے شیعہ کی دیگر فقہی کتب کی مراجعت کریں۔

اگر عورتوں کو زمین اور باغات وغیرہ کی جائیداد نہیں دی جاتی تو فاطمہ رضی اللہ عنہ نے بقول ان کے کس طرح فدک کا مطالبہ کیا تھا۔ کوئی کوڑھ مغز بھی اس سے اختلاف نہیں کرسکتا کہ یقینا فدک غیر منقولہ جائداد تھی۔
جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا صدیق رضی اللہ عنہ سے خفا ہو کر پھر آئیں اور آخری دم تک ان سے بات نہ کی، ہاں! آپ اپنے مطالبہ سے پھر گئیں اور پھر اپنی پوری زندگی میں اس موضوع پر کبھی بات نہ کی ... نیز جہاں تک ان کے حقوق غصب کرنے کا سوال ہے، اس بارے میں مجلسی باوجود شدید نفرت و کراہت کے یہ بات کہنے پر مجبور ہوجاتا ہے کہ:
‘‘ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا خفا ہوگئیں تو ان سے کہنے لگے: میں آپ کے فضل اور رسول اللہ علیہ السلام سے آپ کی قرابت کا منکر نہیں۔ میں نے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل میں فدک آپ کو نہیں دیا۔ میں اللہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ علیہ السلام کو یہ کہتے سنا ہے: ہم انبیاء کا گروہ، مالِ وراثت نہیں چھوڑتے۔ ہمارا ترکہ کتاب و حکمت اور علم ہے۔ اس مسئلے میں میں تنہا نہیں، میں نے یہ کام مسلمانوں کے اتفاق سے کیا ہے۔ اگر آپ مال و دولت ہی چاہتی ہیں تو میرے مال سے جتنا چاہیں لے لیں، آپ اپنے والد کی طرف سے عورتوں کی سردار ہیں، اپنی اولاد کے لیے شجرۂ طیبہ ہیں، کوئی آدمی بھی آپ کے فضل کا انکار نہیں کرسکتا۔ 3

---

4 ‘‘حق الیقین’’ ص ۲۰۱، ۲۰۲ ترجمہ از فارسی۔

اس کمزور بنیاد پر وہ ماتمی مجلسوں، اہلِ بیت کے حقوق غصب ہوجانے کا واویلا، اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اور اہلِ بیت کے درمیان عداوت و کدورت کی اس عمارت کو قائم کرنا

چاہتے ہیں جس کی بنیادیں اول روز ہی منہدم ہوچکی تھیں، وہم وتخیلات کے جس تانے بانے کو بننا چاہتے تھے، ہواؤں کے تھپیڑوں سے اس کی دھجیاں فضا میں بکھر چکی ہیں۔ ابنِ سبا کی اس ذریت پر سربراہِ اہلِ بیت، فاطمہ کے شوہر، علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے اقتدار پر فائز ہوتے ہی ضربِ کاری لگائی تھی۔ دیکھیے امامِ شیعہ، سید مرتضیٰ علم الہدیٰ لکھتا ہے:
‘‘جب فدک کے انکار کا معاملہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو آپ نے کہا: مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس چیز کو دے ڈالوں جس کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے روک لیا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی حال میں برقرار رکھا۔’’1

1‘‘الشافی’’ للمرتضیٰ ص ۲۳۱ ‘‘شرح نہج البلاغۃ لابنِ ابی الحدید ج ۴۔

اسی لیے جب ابوجعفر محمد باقر سے اس کے بارے میں کثیر النوال نے پوچھا: ‘‘میں آپ پر قربان جائوں۔ کیا آپ کا خیال ہے کہ

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کا حق روک کر آپ پر ظلم کیا ہے؟'' یا ان الفاظ میں کہا کہ: ''آپ کا کچھ حق تلف کیا ہے؟'' آپ نے کہا: ''ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس نے اپنے اس بندے پر قرآن نازل کیا جو سارے جہانوں کے لیے نذیر (ڈرانے والے) ہیں ، ہم پر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ظلم نہیں کیا گیا۔'' میں نے کہا: ''قربان جاؤں کیا میں بھی ان دونوں سے محبت رکھوں؟''
کہنے لگے: ''ہاں تیرا ستیاناس! تو ان دونوں سے محبت رکھ، پھر اگر کوئی تکلیف تجھے پہنچے تو وہ میرے ذمے۔''2

2''شرح نہج البلاغۃ'' لابنِ ابی الحدید ج ۴ ص ۸۲۔

باقر کے بھائی زید بن علی بن حسین نے بھی فدک کے مسئلے میں وہی کچھ کیا کہا جو آپ کے دادا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا تھا، بحتری بن حسان کے پوچھنے پر آپ نے کہا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تحقیر و توہین کے طور پر میں نے زید بن علی علیہ السلام سے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فدک

فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چھین لیا، یہ سن کر آپ کہنے لگے: ابوبکر رضی اللہ عنہ مہربان آدمی تھے، وہ ناپسند کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے ہوئے کسی کام میں تغیر و تبدل کریں۔ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کے پاس آئیں اور کہنے لگیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فدک دیا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: آپ کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت ہے؟ آپ علی علیہ السلام کو لے آئیں ، انہوں نے اس بات کی گواہی دی۔ ان کے بعد ام ایمن رضی اللہ عنہا آئیں اور کہنے لگیں: کیا تم دونوں گواہی نہیں دیتے کہ میں اہلِ جنت میں سے ہوں، دونوں کہنے لگے کیوں نہیں، ابو زید نے کہا: یعنی انہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ سے کہا، کہنے لگیں: میں گواہی دیتی ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فدک ان (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو دیا تھا، اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: کسی اور آدمی یا عورت کو بھی اس جھگڑے میں فیصلہ کرنے کا حق دار سمجھتی ہیں، اس پر ابو زید کہنے لگے: اللہ کی قسم اگر فیصلہ میرے پاس آتا تو میں بھی وہی فیصلہ کرتا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔'' 1

---

1 ''شرح نہج البلاغۃ'' لابنِ ابی الحدید ج ۴ ص ۸۲۔

میرے خیال میں معاملہ صاف ہوچکا ہے اور اب مزید وضاحت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔
یہ سلسلۂ گفتگو ختم کرنے سے پہلے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس موضوع پر کلینی کی نقل کردہ دو روایات اور پیش کردیں۔ پہلی روایت ابو عبداللہ جعفر کی ہے، آپ نے کہا: ''مالِ غنیمت وہ ہے کہ اس پر کسی بخیل کا دل نہ ڈگمگایا ہو، یا قوم نے مصالحت نہ کرلی ہو، یا کسی قوم نے خود اپنے ہاتھوں سے نہ دیا ہو، ہر بنجر زمین اور جنگلات کے مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امامِ وقت، جس مصرف میں چاہیں استعمال کریں۔''2

---

2 ''الاصول من الکافی'' کتاب الحجۃ، باب الفتی والانفال ج ۱ ص ۵۳۹۔

مطلب صاف واضح ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام وقت سب لوگوں سے زیادہ اس میں تصرف کا حق دار ہے۔
دوسری روایت ایک لطیفہ سے کم نہیں۔ اسے بھی ''الاصول من الکافی'' میں نقل کیا گیا

ہے۔ روایت سنیے! شیعہ حضرات کے ساتویں امام ابو الحسن موسیٰ، مہدی کے پاس آئے، دیکھا کہ وہ مظالم دور کر رہے ہیں، ان سے کہنے لگے: اے امیر المومنین! ہمارے مظالم کیوں د

ور نہیں کیے جاتے؟
وہ پوچھنے لگے: ابو الحسن کون سے مظالم؟ کہا کہ فدک ، مہدی نے ان سے کہا: اے ابوالحسن اس کا حدودِ اربع بتاؤ، آپ کہنے

لگے: اس کی ایک حد جبل احد ہے، ایک حد عریش مصر ہے، ایک حد سیف البحر ہے اور ایک حد دومۃ الجندل ہے-1

---

1 الاصول من الکافی "باب الفئی والانفال ج 1 ص 543

گویا کہ پوری آدھی دنیا! کہاں چھوٹا سا خیبر کا گاؤں اور کہاں آدھی دنیا؟ ذرا دیکھیے! یہ قوم کس قدر جھوٹ بولتی ہے، ان کی مبالغہ آرائیاں دیکھیے، کس طرح یہ لوگ اتنی سی بات کو افسانہ بنا دیتے ہیں۔ بس اسی سے ان حضرات کی مبالغہ آرائیوں کا اندازہ کرلیجیے۔